# قرآنی اصطلاح کی رو سے شہواتِ نفسانی کو ترک کرنا اور گناہوں سے بچنا ہجرت ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳؍نومبر ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنی کی تلاوت اور ان کا ترجمہ بیان فرمایا:-

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ (النحل: ۴۲، ۴۳)

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ۔ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۔ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (النحل: ۴۶ تا ۴۸)

اور جن لوگوں نے اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا اللہ کے لیے ہجرت اختیار کی، انہیں ضرور دنیا میں اچھا مقام دیں گے اور آخرت کا اجر تو اور بھی بڑا ہوگا۔ کاش یہ منکر اس حقیقت کو جانتے۔ جو ظلموں کا نشانہ بن کر بھی ثابت قدم رہے (ہجرت کرنے والے) اور جو ہمیشہ ہی اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ پھر کیا جو لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اسلام کے خلاف تدبیریں کرتے چلے آئے ہیں اور اس بات سے امن میں ہیں کہ اللہ انہیں اس ملک میں ہی ذلیل

اور رسوا کر دے یا موعودہ عذاب ان پر اس راستے سے آجائے جس کو وہ جانتے ہی نہ ہوں۔ یا وہ انہیں ان کے سفروں میں (دوسری جگہ آیا ہے۔ وہ دوڑتے پھرتے ہیں دنیا میں، اسلام کو ناکام اور کمزور کرنے کے لئے) تباہ کر دے۔ پس وہ یاد رکھیں کہ وہ ہرگز اللہ کو ان باتوں کے پورا کرنے سے عاجز نہ پائیں گے۔ (جو بشارتیں یہاں مومنوں کو دی گئی ہیں۔ان باتوں کے پورا کرنے سے عاجز نہ پائیں گے) یا وہ انہیں (پہلے کہا تھا ہلاک کر دے اللہ) آہستہ آہستہ گھٹا کر ہلاک کر دے کیونکہ تمہارا ربّ یقیناً مومنوں پر بہت ہی شفقت کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ان آیات میں ان ہجرت کرنے والوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کو اختیار کرتے ہیں اور اس ہجرت کو وہ اختیار کرتے ہیں اُس وقت جب ان پر ظلم کی انتہا ہو چکی ہوتی ہے۔ اس وقت بھی وہ ہجرت کو اختیار کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں بشارت دی کہ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً دنیا میں بھی اچھا مقام دیں گے۔ دنیوی حسنات دیں گے جس کے لئے دعا سکھائی رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً (البقرۃ:۲۰۲) وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور آخرت کا اجر اس دنیا کے اجر کے مقابلے میں بہت بڑا ہے۔ کاش اس حقیقت کو یہ منکر سمجھتے اور اپنی بدتدبیروں سے باز آجاتے۔

ہجرت، جیسا کہ ابھی حال ہی میں ماضی قریب میں مَیں نے ایک خطبے میں بتایا تھا، عربی معنے کے لحاظ سے اور قرآنی اصطلاح کی رو سے تین باتیں، تین پہلو اپنے اندر رکھتی ہے۔ ہجرت کے لفظی معنی تو عربی میں ہیں قطع تعلّق کرنا اور چھوڑ دینا اور ہجرت کا ایک پہلو یہ ہے کہ ہجرت مکانی یعنی اپنی رہائش کی جگہ کو چھوڑنا۔ بڑی زبردست قربانی ہے اپنے عزیزوں کو چھوڑنا، اپنے دوستوں کو چھوڑنا، اپنے تعلقات کو چھوڑنا، اپنے اموال کو چھوڑنا خدا اور رسول کے لئے اور اس جگہ چلے جانا اس زندگی کو (جو اس وقت میرا مضمون ہے۔ مَیں یہ فقرہ اس کے لئے زائد کر رہا ہوں) ترک کر دینا جس زندگی کو ترک کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے موعودہ انعامات کے وہ وارث بن سکتے ہیں۔ مفردات راغب نے ہجرت کے معنی میں لکھا ہے۔ مُقْتَضٰى ذٰلِكَ ہجرت کا تقاضا یہ ہے کہ هُجْرَانُ الشَّهَوَاتِ شہوات نفسانی کو ترک کرنا وَالْاَخْلَاقِ الذَّمِيْمَةِ اور

جو گندے اور بُرے اخلاق ہیں انہیں چھوڑ دیناوَ الْخَطَایَااور جو گناہ کی باتیں ہیں ان سے باز آجانا۔خواہشات نفسانی کا ذکر بہت سی جگہ قرآن کریم میں آیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ جو شیطانی اثر ہیں زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ (اٰلِ عمران:۱۵) اہوائے نفس خوبصورت کر کے دکھائے جاتے اور ان کا پیار شیطان انسان کے دل میں پیدا کرتا ہے۔

هَوٰی کا لفظ اس سے ملتے جلتے معنی کا ہے۔ اہوائے نفس بھی ہم کہتے ہیں۔خواہشات نفس بھی ہم کہتے ہیں۔ھوٰی کے معنی ہیں مَیْلُ النَّفْسِ اِلَی الشَّھْوَ ۃِ شہوت کی طرف، خواہشات کی طرف انسان کا میلان جو ہے عربی میں اسے الھَوٰی کہتے ہیں۔مفردات راغب میں آیا ہے وَقَدْ عَظَّمَ اللّٰہُ ذمَّ اِتِّبَاعِ الْھَوٰی کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بڑی اہمیت بیان کی اور اس پر بڑا زور دیا کہ اتّباع الھوی۔خواہشات نفسانی کی اتباع بڑی مذموم چیز ہے، بہت بُری چیز ہے، بہت گندی چیز ہے۔بڑا زور دیا گیا ہے اس پر اور قرآن کریم کا دعویٰ تھا کہ مَیں ہر چیز کھول کھول کے بیان کرنے والا ہوں ،قرآن کریم نے بہت جگہ شہوات نفسانی جن کو ترک کرنے کا حکم ہے ’’ہجرت‘‘ میں۔ اور یہ اہواء جو ہیں ان کے جو مضرات ہیں جس وجہ سے اس کی برائی کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے کلام میں، ان کے اوپر روشنی ڈالی گئی ہے۔ میں نے اس خطبہ میں چند باتیں ان آیات قرآنی میں سے لی ہیں کہ شہوات نفسانی کی اتباع کرنے والے کس قسم کی محرومیوں میں خود کو ڈالنے والے اور اللہ تعالیٰ کے کن انعاموں سے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔

اس مضمون کے تعلق میں (اہوائے نفس یا خواہشات نفس یا شہوات نفس ایک ہی چیز ہے) پہلی چیز یہ بتائی گئی ہے کہ روحانی رفعتوں کے حصول سے شہوت نفس یا اہوائے نفس محرومی کا باعث بن جاتی ہیں۔خدا تعالیٰ نے سورۃ الاعراف کی آیت ۱۷۷ میں بیان کیا ہے۔وَلَوْ شِئْنَا اگر ہم چاہتے تو اسے رفعتیں اور بلندیاں عطا کرتے۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں (تلاوت کرتے ہوئے میرے ذہن میں آیا کہ بالکل یہ معنی ہیں) وَلَوْ شِئْنَا اگر ہماری مرضی پر وہ چلتا (’’ہم چاہتے‘‘ تبھی ہوتا نا جب ہماری مرضی پر چلتا) لَرَفَعْنٰهُ اُسے روحانی رفعتیں حاصل ہو جاتیں لیکن وہ ہماری مرضی پر نہیں چلا بلکہ اہوائے نفس کی اس نے اتباع کی وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى

الْاَرْضِ وہ زمین پر گر پڑا رفعتیں حاصل کرنے کی بجائے۔ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ یہ قرآن کریم کا ہے اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ رفعتوں سے محرومی اسے ملی اور زمین پہ اسی طرح، زمین کا کیڑا جس طرح زمین پہ چل رہا ہوتا ہے وہ اس کی حالت بن گئی۔

انسان زمینی گراوٹ کے لیے نہیں پیدا کیا گیا۔ انسان کو (مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریٰت:۵۷) کی آیت جس کی طرف اشارہ کرتی ہے) آسمانوں کی بلندیوں کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی امّت مسلمہ کو کہ جب تم میں سے کوئی عاجزی، انکساری اور تواضع کی راہوں کو اختیار کرے گا رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵) ساتویں آسمان کی بلندیاں اسے حاصل ہو جائیں گی۔

یہاں یہ فرمایا اگر وہ ہماری مرضی کی راہوں کو اختیار کرتا لَرَفَعْنٰهُ ہم نے اس کے لیے بلندیاں مقدّر کیں ہوئی تھیں لیکن اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وہ تو زمین پر گر پڑا، زمین کا کیڑا بن گیا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ اور اپنے اہوائے نفس کی اتباع اس نے کرنی شروع کر دی۔

دوسری چیز جس سے کہ حصول میں روک بنتی ہے اتباع اہوائے نفس وہ یہ ہے۔ شہوات نفسانی کی پیروی کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب ہوتی ہے۔ سورۃ الانعام آیت ۱۵۱ میں اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص اہوائے نفس کی اتباع کا، پیروی کا مرتکب ہوگا اتنا ظلم کر رہا ہوگا اپنے نفس پر کہ اللہ تعالیٰ نے جو آیات اس کی بہتری کے لیے نازل کی ہیں ان کی وہ تکذیب کر رہا ہے۔ اہوائے نفس کی پیروی تکذیب آیات باری ہے۔ یہ اعلان کیا گیا ہے۔ ’’آیات‘‘ جو ہیں قرآن کریم میں دو معنی میں استعمال ہوئی ہیں۔ دنیوی انعامات مثلاً ایٹم کے ذرّے میں وہ طاقت جو آج انسان نے معلوم کی اور روحانی انعامات جو اللہ تعالیٰ نازل کرتا ہے اور فرمایا ہے کہ موسلا دھار بارش کے قطروں کی طرح میری آیات، انعامات جو ہیں، نعماء جو ہیں وہ تم پر نازل ہو رہی ہیں۔ ہر آیت کا انکار ہو رہا ہے۔ ایٹم کے ذرّے ہی کو لو جو انسان کی بھلائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی اسے انسان کی تباہی کے لیے استعمال کرنے کے ہتھیار بنا لئے۔ تو اہوائے نفس کا نتیجہ تکذیب آیات اور ناشکری آیاتِ باری کی ہے۔

تیسرے یہ کہ خواہشات نفس کی جو پیروی کرے وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی اور اس کی مدد اور پناہ سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ سورۃ الرعد کی آیت ۳۸ میں یہ مضمون بیان ہوا ہے۔ بڑا سخت نقصان ہے یہ۔ اس دنیا کی دوستیاں تو تم دیکھتے ہو روز آج دوستی ہے کل دشمنی میں بدل جاتی ہے۔ جس کو آج سر پہ اٹھایا کل اسے زمین پر گرا دیا۔ جس کے لیے آج اپنی جانیں لاکھوں کی تعداد میں قربان کرنے لیے تیار ہو گئے، اس کی جان لے لی اگلے روز تو خواہشات نفس کی پیروی اللہ کی دوستی اور اس کی پناہ سے محروم کر دیتی ہے۔

اور چوتھی بات یہ بتائی گئی کہ گری ہوئی خواہش کی پیروی اختیار کرنا، ہوائے نفس کی پیروی اختیار کرنا دل کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے پھر تو ''میں ہی میں'' ہو جاتا ہے نا۔ انانیت جوش مارتی ہے۔ یہ خواہش ہے، پوری ہونی چاہیئے۔ وہ خواہش ہے، پوری ہونی چاہیئے۔ ایک اور خواہش ہے وہ پوری ہونی چاہیئے۔ جب خواہشات کی اتباع شروع ہوگئی تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ پھر خواہشات کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ جو سب سے زیادہ امیر اس وقت ہماری دنیا میں پایا جاتا ہے اس کے دل میں پھر بھی یہ خواہش ہے کہ کچھ اور مال مجھے مل جائے لیکن جو خدا کے بندے ہیں وہ مال لٹایا کرتے ہیں، فقیر بن کے ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے۔ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنے والے ہیں، غیر اللہ کے سامنے جھکنے والے نہیں ہوا کرتے اور قرآن کریم سورۃ الکہف کی آیت ۲۹ میں یہ مضمون بیان کرتا ہے کہ گری ہوئی خواہش کی پیروی اختیار کرنے والا انسان ایسا دل رکھتا ہے جو اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے اور جو دل ایک لحظہ کے لیے اپنے ربّ کی یاد سے غافل ہوا اس نے ہلاکت مول لی۔

پانچویں بات خدا تعالیٰ نے، پانچواں پہلو اس کا یہ بتایا ہے کہ ہوائے نفس کی پیروی اختیار کرنے سے ایمان بالآخرت جاتا رہتا ہے یعنی قیامت پر ایمان کہ ایک اور زندگی ہوگی جہاں جواب طلبی ہوگی، جہاں انعامات ملیں گے، جہاں ایک ابدی زندگی عطا کی جائے گی، جہاں ایسی جنتیں ہونگی جن کی نعماء کا حسن اور نور اور لذت ہمارے جسمانی اعضاء اور حواس جو ہیں وہ سوچ بھی نہیں سکتے، ہماری عقل میں نہیں آسکتے۔ تو ہوائے نفس کی پیروی اختیار کرنا آخرت اور قیامت پر ایمان لانے میں روک بن جاتا ہے۔ پھر ایسا شخص جو اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑا

ہوا ہے، وہ کہتا ہے یہی زندگی سب کچھ ہے، جو کچھ جس طریق سے مل سکے حاصل کرو اور وہ اپنی روح کو، اپنے وجود کو ان جنتوں سے محروم کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے پیدا کیں جو قرآن کریم کی اتباع اس رنگ میں کرتے ہیں جس رنگ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھائی۔

یہ ہے وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللهِ۔ اس مضمون پر ''ہجرت'' کے معنی پر زیادہ روشنی ڈالی اس لیے کہ آگے آیا تھا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا۔ یہاں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جو شخص صحیح معنی میں ہجرت کرنے والا ہے یعنی ہر چیز خدا کے لیے ترک کرنے کی نیت اور ضرورت کے مطابق ترک کر دینے والا ہے اور جو شخص شہوات کو چھوڑتا ہے اور اخلاق ذمیمہ سے اس طرح دوڑتا ہے جس طرح شیطان لَاحَوْل سے دوڑتا ہے اور خطایا اور گناہوں سے وہ بچنے والا ہے تب وہ صبر کرتا ہے۔ صبر کے معنی ہیں کہ جو احکام اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کئے ہیں، جو تعلیم اس نے دی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔ کچھ ہو جائے خدا کے دامن کو ایک دفعہ پکڑ کے اس کو چھوڑنا نہیں۔ اور صبر کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یعنی جو خدا تعالیٰ کی تعلیم ہے اس کے نتیجے میں خدا کے سوا اللہ کے مقابل ہر غیر کو چھوڑنا پڑے گا یعنی دوستی اگر خُدا کے مقابلے میں آئے گی دوستی قربان کرنی پڑے گی۔ اگر آل و اموال خدا تعالیٰ کے احکام چھوڑ کے ملتے ہوں گے تو مال کو چھوڑنا پڑے گا احکام الٰہی کو نہیں چھوڑنا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ بہت لمبی تفصیل ہے اور جو شخص ایک، دو، سو، دوسو، ہزار، دو ہزار، لاکھ، دو لاکھ، چیزیں خدا کے لیے چھوڑ رہا ہے جب تک کوئی سہارا مضبوط اس کے سامنے نہ ہو جس کو اس نے ہاتھ سے پکڑا ہوا ہو یہ قربانی نہیں دے سکتا۔

تو فرمایا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ یہ صبر کرتے ہیں اس لیے کہ خدا پر ان کا توکّل ہے۔ جو خدا پر توکّل کرتے ہیں ''حَسْبُنَا اللهُ'' اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور جن کے لیے اللہ کافی ہے اللہ اپنے ''نشان'' اور ''پیار'' کا اظہار اس طریقے پہ کرتا ہے کہ ہماری عقلیں جو پیار وصول کرنے والی ہیں دنگ رہی جاتی ہیں۔ میں دو تین دفعہ بتا چکا ہوں کیلگری میں چھوٹی سی جماعت پیدا ہوئی۔ چھ سات سال پہلے کی بات ہے۔ انہوں نے لکھا کہ ایک یہاں چھوٹا سا مکان، کوٹھی نما، فلیٹ نہیں، (میرا خیال ہے بمشکل ایک کنال رقبہ ہوگا شاید ایک

کنال زمین میں بھی نہ ہولیکن ہے کوٹھی نما) وہ مل رہا ہے کم وبیش ستر ہزار کینیڈین ڈالر کا۔ کچھ رقم ہمارے پاس ہے۔ کچھ جماعت دے دے تو ہم یہ خرید لیں بچوں کی تربیت نہیں ہوتی اگر مرکز نہ ہو اور نمازیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں اور بہت سارے کام جو جماعت نے کرنے ہوتے ہیں، مشورے کرنے ہوتے ہیں، تربیتی لیکچر کرنے ہوتے ہیں وہ نہیں ہوسکتے اور ہماری ضرورت کے لیے پوری ہے یہ جگہ، خیر دعاؤں کے ساتھ ان کو اجازت دے دی اور کچھ پتا نہیں تھا نہ مجھے نہ کسی اور کو اللہ تعالیٰ نے عظیم انعام کرنے کی تدبیر اور منصوبہ بنایا ہے۔ انہوں نے خرید لیا۔ پچھلے سال جب میں گیا ہوں کیلگری پہلی دفعہ، تو وہ مسجد بھی دیکھی، مشن ہاؤس دیکھا۔ ظہر اور عصر کی نمازیں بھی وہاں پڑھیں۔ چھوٹی سی ایک جگہ تھی۔ مجھے کہنے لگے کہ یہ ہے ریذیڈنشل ایریا (Residential Area) آپ دُعا کریں اگر یہ کمرشل ایریا بن جائے تو اس کی ایک دن میں قیمت بڑھتی ہے وہ بھی دعا کر رہے تھے میں نے بھی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی دعاؤں کو سنا اور کمرشل ایریا بن گیا۔ چند ہفتے ہوئے مجھے خط ملا ان کا کہ کیلگری سے سات آٹھ کلومیٹر دور ایک جگہ مل رہی ہے چالیس ایکڑ زمین ایک کنال کے مقابلے میں یعنی چالیس کو آٹھ کے ساتھ ضرب دیں تو ۳۲۰ ہو گئے نا۔ اس نسبت سے اللہ تعالیٰ کا فضل۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ وہاں جو مکان ہے وہ اتنا بڑا ہے کہ آپ اگر آئیں پھر اور ضرور آئیں تو سارا قافلہ آپ کا اور ہم لوگ بھی وہاں سما سکتے ہیں اور قیمت اس کی ہے تین لاکھ اور پچاس ہزار ڈالر اور قیمت کی ہمیں اس وقت کوئی مشکل نہیں کیونکہ جو مکان ہم نے کم وبیش ستر ہزار کینیڈین ڈالر کا خریدا تھا اس کی آفر (Offer) ہے چار لاکھ بیس ہزار یعنی پورے ستر ہزار کے فرق کے ساتھ۔ تو میں نے سوچا اور دل میں کہا یہ تو خدا نے عجیب شان کا اظہار کیا مجھے تو ایسے لگا کہ خدا نے کہا یہ پکڑو اپنے پیسے ستر ہزار۔ اور یہ جو نیا مکان تین لاکھ پچاس ہزار کا دے رہا ہوں اس میں ایک دھیلہ تمہارا نہیں۔ میرے فضلوں نے سب رقم ادا کی ہے۔ اس طرح فضل کرنے والا ہے ہمارا خدا۔ تو وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:۴)

یہاں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ صبر کر و استقامت کے ساتھ، مضبوطی کے ساتھ، وفا کے ساتھ، جانثاری کے ساتھ، قرآن کریم کی شریعت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو پکڑو

اور آپ کے اسوہ پر چلو وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ایسے لوگ خدا تعالیٰ پر کامل توکّل صحیح توکّل، پورا توکّل کرنے کے بعد ہی صبر کر سکتے ہیں یعنی یہ کہ ہر چیز چھوڑ دیں خدا کے لئے۔ صبر نہیں کر سکتے جب تک ہر چیز خدا سے پانے اور اس کی بشارتیں اپنی زندگی میں پورا ہونے پر کامل یقین نہ رکھیں۔

اس مضمون کے لحاظ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کا ترجمہ اپنی تفسیر میں یہ کیا ہے۔ ’’جو ظلموں کا نشانہ بن کر بھی ثابت قدم رہے‘‘ ہجرت میں آ گیا تھا ناظلم۔ شہر چھوڑا۔ خاندان چھوڑا، اموال چھوڑے، حویلیاں چھوڑیں، چھوڑ ہی دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر جو کیا آپ کی عظمتوں کا وہ نشان ہے اور جو فتح مکّہ کے روز کیا، عظمتوں کا وہ نشان بڑا ہی بلند ہو گیا۔ ایک لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (ابن کثیر۔ فتح مکّہ) کہ تم سب کو میں نے معاف کر دیا۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ بھی تمہیں معاف کر دے اور دوسرے وہ مہاجر جن کی بڑی بڑی حویلیاں شاید ان میں اتنی بڑی بھی ہوں گی جو یہاں بھی ملنی مشکل ہیں پرانے طریق کی بڑی مضبوط بنی ہوئی حویلیاں تھیں۔ بڑے رئیس تھے۔ رؤسائے مکہ بڑے امیر تھے۔ ان میں سے جو مسلمان ہوئے سب کچھ چھوڑ کے مدینہ آئے تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ وسلم نے یہ سوچا ہوگا کہ اگر میں نے ذرا سا بھی یہ اشارہ کیا کہ اب تم سب کچھ واپس لے سکتے ہو تو یہاں تو بڑا فساد پیدا ہو جائے گا۔ آپ نے کہا میں جا رہا ہوں واپس مدینہ اس میں ایک اور بھی حکمت ہے اور وہ یہ کہ جس دن حویلیاں چھوڑ کے مدینہ چلے گئے تھے، کوئی کہہ سکتا تھا مجبوری تھی اور کیا کرتے۔ جس دن رہ سکتے تھے وہاں، نہیں رہائش اختیار کی اور چھوڑ کے چلے گئے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کوئی مجبوری تھی خدا کے لیے چھوڑ دیا تھا پھر واپس نہیں لیا۔ ساری جائیدادیں وہیں چھوڑ کے مہاجرین کو لے کے واپس چلے گئے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ کی دراصل وہ تشریح ہے کچھ آیتیں بیچ میں مضمون کی اور حصے تھے وہ مَیں نے چھوڑ دیئے ہیں۔)

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ انہوں نے خدا پر توکّل کیا ہے۔ خدا کہتا ہے یہ میرے پر

توکّل کر کے میری ہر بات مان رہے ہیں۔ میرے لیے اپنی ہر چیز قربان کر رہے ہیں پھر کیا جو لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف تدبیریں کرتے چلے آ رہے ہیں، انہیں امن کی گارنٹی کس نے دی ہے کہ اللہ انہیں اس ملک میں ہی ذلیل نہیں کرے گا اور رسوا نہیں کرے گا اور جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا وہ عذاب ان پر نہیں آئے گا۔ سب کچھ ہوگیا۔

جس دن آپ نے یہ کہا کہ تمہارے جن گھروں کے مکینوں نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہمارے گھروں سے نکالا تھا، ان مکانوں کو میں کہتا ہوں جو تمہارے اندر چلے جائیں گے وہ امن میں آجائیں گے۔ میں نے بتایا نا وہ دن بڑی عظمتوں کے بڑی رفعتوں کے اظہار کا دن تھا۔ ہم سب کو عقل دی ہے۔ سوچنا چاہیئے یہ اعلان کس قدر عظیم ہے۔ آپ نے کہا جس گھر کے مکین نے مجھے مکّہ سے نکالا تھا اس گھر کو میں یہ عظمت دیتا ہوں کہ اس گھر میں تم چلے جاؤ گے تو وہ گھر تمہیں پناہ دے گا یہ اعلان تھا کہ خانہ کعبہ کے گرد جو گھر بنائے گئے تھے وہ امن کے لیے بنائے گئے تھے۔ وہ لوگوں کے گھروں کو اجاڑنے کے لیے تو نہیں بنائے گئے تھے اور اس لیے یہ اعلان کر دیا اور وہ عذاب ان پر آ گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ کہ وہ دوڑے پھرتے ہیں۔ یہ جو جنگ احزاب ہوئی، یہ سفروں کے نتیجے میں ہوئی۔ رؤسائے مکّہ دوڑے پھرتے تھے عرب قبائل کو اکٹھا کرنے کے لیے اور یہودی دوڑے پھرتے تھے رؤسائے مکّہ کو اکٹھا کرنے کے لیے تا کہ مٹا دیا جائے اسلام کو۔

اعلان کیا اللہ تعالیٰ نے کہ یہ تو درست ہے کہ تم بڑے انہماک کے ساتھ، بڑے پیسے خرچ کر کے، اپنا آرام کھو کے سعی میں، کوشش میں اور دوڑ میں لگے ہوئے ہو کہ کسی طرح اسلام کو مٹایا جائے۔ تمہیں کس نے یہ امان دی ہے کہ ان سفروں میں تمہیں تباہ کر دیا جائے گا۔ میں نے بتایا نا بڑی دوڑ دھوپ کے بعد جنگ احزاب کے حالات پیدا ہوئے اور اللہ جلّ شانہٗ کا یہ نشان (آیت) ظاہر ہوا۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر:۴۶) سارے اکٹھے ہو کر آئے تھے تباہ کرنے کے لیے، تباہ و برباد ہو کر چلے گئے وہاں سے۔ اور انسان کے ہاتھ سے نہیں فرشتوں کے ہاتھ سے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ

بِمُعۡجِزِيۡنَ تم اللہ تعالیٰ کو ناکام نہیں کر سکتے اس کے منصوبے میں۔ اَوۡ يَاۡخُذَهُمۡ عَلٰى تَخَوُّفٍ پنجابی میں کہتے ہیں بھورنا۔ عَلٰى تَخَوُّفٍ کے بھی یہی معنی ہیں یا وہ انہیں آہستہ آہستہ گھٹا کر ہلاک کر دے، یہ دونوں طرح ہوتا ہے یا آگے نسل کم ہو جائے یا نسل مسلمان ہو جائے، ایک ایک کر کے، وہ مکّہ جس کے سپوت اسلام کو مٹانے کے لیے نکلتے تھے ان میں سے خالد بھی نکلا مگر اسلام کو مٹانے کے لیے نہیں اسلام کا جرنیل بننے کے لیے تو آہستہ آہستہ، آہستہ آہستہ، بھور بھور کے ان کی طاقت کو خدا کم کرتا چلا گیا اور اسلام کی طاقت اللہ بڑھاتا چلا گیا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنَّا نَاۡتِى الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا اَفَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ (الانبیاء:۴۵) ہم ان کے ملک کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کناروں کی طرف سے اس کو چھوٹا کرتے جا رہے ہیں۔ وہ اپنی تدبیر میں کامیاب کیسے ہوں گے ہر دو کو اکٹھا کر کے ایک گلدستہ جس طرح بن جاتا ہے بہت خوبصورت کہ اَوۡ يَاۡخُذَهُمۡ عَلٰى تَخَوُّفٍ یا وہ انہیں آہستہ آہستہ گھٹا کر ہلاک کر دے۔

اور یہ سارا کچھ کیوں کرے؟ اس لیے کہ جو تمہارا ربّ ہے وہ مومنوں پر بہت ہی شفقت کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے جن مومنوں نے خدا تعالیٰ پر توکّل کیا ان کے ساتھ یہ اس کا سلوک ہے اور وہ ربّ ہے ربوبیت کرتا ہے اور ربوبیت کے لیے دو چیزوں کی ضرورت تھی۔ اس کی شفقت کی اور اس کے رحم کی۔ تم نے دیکھا نہیں کن عظیم مظاہروں کے ساتھ اس نے اپنی شفقت کا، اپنے پیار کا بھی اظہار کیا اور اپنی رحمتوں کی بارش بھی کی مسلمانوں پر۔

یہ امّتِ مسلمہ کے ساتھ پیشگوئیاں لگی ہوئی ہیں ساری۔ چودہ سو سال سے یہ ہوتا چلا آیا ہے یعنی انتہائی ایذا رسانی کی کوشش ہجرت اور مجاہدہ جس میں کیا جائے وہ حالات پیدا کئے جاتے رہے اور صبر کا مطالبہ اور کامل توکل کا اظہار اور انعاموں کی بارش۔ چودہ سو سال کی تاریخ ہماری بھری ہوئی ہے اس سے اور چونکہ آج اسلام کو تمام ادیان پر اپنے دلائل اور نشانات کے ساتھ غالب کر دینے کا منصوبہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اس لیے جماعت احمدیہ سے وہ عاجزانہ راہوں مطالبہ کرتا ہے۔ وہ ہجرت کا مطالبہ کرتا ہے ہجرت بھی ہوئی ایک، قادیان سے لیکن جو ہر وقت ہمارے ساتھ مطالبے چمٹے ہوئے ہیں یعنی ہجرت کے تین پہلو۔ شہوات نفسانی ترک کر دو۔ اچھے

اخلاق ہوں، گناہوں سے بچو۔ پھر مجاہدے کے معنی ہیں تین۔ وہ تو میں نے اس اپنے مضمون میں نہیں لیے اور پھر بنیادی چیز کہ صبر اور توکّل۔ ہم کہا کرتے ہیں خدا میں فنا ہو جاؤ یعنی اپنی زندگی اس کے حضور پیش کر دو اور ایک نئی زندگی پاؤ۔ اپنی زندگی اس کے حضور پیش کر دو اسی کا نام صبر ہے یعنی ہر چیز اس کے حضور پیش کر دی۔

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ یہ توکّل ہے وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ اب میں صرف جماعت احمدیہ کو (ویسے چودہ سو سال سے یہ چلا آرہا ہے قصّہ) مخاطب کر رہا ہوں۔ کوئی بانوے، ترانوے سال ہو گئے۔ ایک دن بھی تو ایسا نہیں جو یہ گواہی دے کہ جماعت کا جو مضبوط حصہ ہے (دوسرا حصہ بھی ساتھ رہتا ہے اس کی فکر نہیں کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کر دیتا ہے یا مٹا دیتا ہے) انہوں نے اپنے خدا سے صبر کا رشتہ جو ہے وہ قطع کیا ہوا نہیں۔ صبر، ثبات، حسن عمل ہے۔ اور ایک دن بھی ایسا نہیں جو انہوں نے خدا تعالیٰ کے وعدوں کی روشنی میں اس کے انعامات نہ پائے ہوں۔

ابھی خدام الاحمدیہ نے ایک سکیم بنائی۔ نوجوانوں کی خواہش تھی۔ میں نے ان کو اجازت دے دی کہ دو مسجدوں کے لیے یورپ اور امریکہ اور کینیڈا سے چندہ جمع کرو۔ وہاں خدا تعالیٰ نے بیسیوں اپنے پیار کے اور شفقت کے اور محبت کے مظاہرے دکھائے۔ انگلستان کا ایک نوجوان تھا۔ اس نے خود مجھے خط لکھا ہے (ساری تفصیل نہیں لکھی۔ بعض حصے لکھے وہ شرما گیا ہے لکھتے ہوئے) کہ جب یہ تحریک ہوئی تو مجھے بھی خیال پیدا ہوا کہ میں دوں۔ میں نے پانچ سو پچاس پاؤنڈ کا وعدہ کر دیا اور تھے میرے پاس صرف پانچ پاؤنڈ۔ پھر مجھے خیال آیا کہ صرف وعدہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے اپنے بنک سے بات کی کہ مجھے اوورڈرا (Over Draw) دو تم پانچ سو پچاس پاؤنڈ، تو میں چندہ دے دوں وہ میں نے قرض لے لیے۔ کہتا ہے ایک ہفتے کے اندر اندر قرض کے اتر جانے کے سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیئے۔ لیکن کیسے پیدا کئے؟ اس شخص نے نہیں بتایا شرم کے مارے۔ لیکن کسی اور سورس (Sourse) نے مجھے بتایا کہ ابھی ہفتہ ہی گزرا تھا اس قرض پر کہ اسی بنک نے جہاں اس کا اکاؤنٹ تھا اُس کو پانچ سو پچاس پاؤنڈ کا چیک بھیجا اس نوٹ کے ساتھ کہ پچھلے سال ہم نے جو تمہارا انکم ٹیکس کاٹا تھا، غلطی سے پانچ سو پچاس پاؤنڈ زیادہ

کاٹ لیے۔ اب ہم نے چیک کیا ہے اور وہ تمہیں چیک بھیج رہے ہیں یعنی جو رقم اس نے دی تھی وہ ایک ہفتے میں خدا تعالیٰ نے اس کو واپس کر دی۔

جب تک آپ انتہائی قربانی دے کر خدا تعالیٰ کے انتہائی پیار کو حاصل نہیں کر لیتے اس وقت تک آپ اس قابل بھی نہیں ہوتے کہ وہ قربانیاں اس کے حضور پیش کریں جو کل، جو پرسوں، جو آنے والا سال، اس سے اگلا آنے والا سال آپ سے مطالبہ کرے گا۔ اس واسطے میری مانو۔ خدا کے لیے میری مانو اور اس کے دامن سے چمٹ جاؤ اور اسے بالکل نہ چھوڑو اور کامل توکّل اس پہ کرو۔ وہ کبھی ایسے آدمی سے بے وفائی نہیں کرے گا۔ بے وفا انسان ہی بن جاتا ہے خدا بے وفائی نہیں کرتا۔ اس نے اعلان کیا ہے قرآن کریم میں کہ جو میں وعدہ کرتا ہوں اسے پورا کرتا ہوں اور وہ طاقت رکھتا ہے پورا کرنے کی۔ یہ نہیں کہ بوڑھا ہونے کا خطرہ، کمزور ہونے کا خطرہ، دشمن سے مغلوب ہو جانے کا خطرہ ہو۔ اس کی تمام طاقتیں اپنی پوری قوت کے ساتھ اور پورے نُور کے ساتھ پُورے حُسن کے ساتھ ہمیشہ قائم رہیں اور قائم رہیں گی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۱؍اپریل ۱۹۸۲ء صفحہ ۱ تا ۶)